سوال

(353) فاتحہ خلف الامام کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کے متعلق آپ کی تحقیق ازروئے قرآن وحدیث کیا ہے کیا فاتحہ کے بغیر نماز ہوجاتی ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں سورہ فاتحہ کو امام کے پیچھے پڑھنے کو ضروری جانتا ہوں۔ ازروئے قرآن وحدیث میری تحقیق ہے ہ فاتحہ کے بغیر منفرد ہو یا مقتدی کسی کی نماز نہیں ہوتی۔

الجواب۔ قرات فاتحہ خلف الامام فرض ہے۔ اور حدیث قرات کی اعلیٰ درجہ کی صحیح وثابت ہے۔ اور حدیث عدم قرات کی ضعیف وغیر صحیح ہے۔ بلوغ المرام میں ہے۔

"عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرا بام القران متفق علیہ وفی روایہ لا بن حبان والدار قطنی لا تجزي صلوۃ لا یقرا فیها بفاتحة الکتاب"

''یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اس کی نماز نہیں اور ابن حبان اور دار قطنی کی روایت میں ہے۔ کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز کافی نہیں۔ ~ ~ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عام طور پر فرمادیا۔ کہ جو شخص مقتدی ہو یا اامام یا منفرد نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ اس کی نماز نہیں ہوتی۔'' پس ثابت ہوا کے ہر نمازی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ اور یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس وجہ سے اعلیٰ درجے کی صحیح ہے۔ اور مقتدیوں کو خاص طور پر بھی سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کو فرمادیا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی وغیرہما میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ کچھ مت پڑھو۔ مگر سورۃ فاتحہ پڑھو۔ اس واسطے کے جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اس کی نماز نہیں۔ یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ بہت سے محدثین نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے۔ اور جتنی حدیثیں قرات فاتحہ خلف الامام کی ممانعت کی پش کی جاتی ہیں۔ ان میں سے جو حدیثیں صحیح ہیں ان سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ وہ یا تو بالکل بے اصل ہیں۔ یا ضعیف ناقابل احتجاج علمائے حنفیہ میں سے صاحب تعلیق المجد نے اس کی تصریح کردی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"لم یروفی حدیث مرفوع صحیح النھی عن قراءۃ الفاتحۃ خلف اللامام وکل ماذکروہ مرفوعا فیہ اما لا اصل لہ واما لا یصح" (تعلیق المجد ص 101) یعنی کسی حدیث مرفوع صحیح میں قرات فاتحہ خلف الا،مام کی ممانعت نہیں وارد ہوئی ہے۔ اور ممانعت کے بارے میں علمائے حنفیہ جتنی مرفوع حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ یا تو وہ بے اصل ہیں۔ یا صحیح نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوفہ والوں سے ایک قوم کے سوا باقی تمام لوگ قرات فاتحہ خلف الامام کے قائل وفاعل ہیں عبد اللہ بن مبارک جو بہت بڑے محدث اور فقیہ ہیں فرماتے ہیں۔

"انا اقاخلف الامام والناس یقرون الاقوم من الکوفین" (جامع ترمذی ص59)

یعنی میں امام کے پیچھے قرات کرتا ہوں۔ اور تمام لوگ امام کے پیچھے قرات کرتے ہیں۔ مگر کوفہ والوں سے ایک قوم اور حنفیہ میں سے بعض لوگوں نے ہر نماز میں (سری ہو خواہ جہری) قرات فاتحہ خلاف الامام کو مستحسن بتایا اور بعض لوگوں نے صرف سری میں علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔

"بعض اصحابنا یستحسنون ذالک علی سبیل الاحتیاط فی جمیع الصلوت و بعضھم فی السریۃ فقط وفقھاء الحجاز والشام انتہ"

واللہ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمن المبارک فوری عفی اللہ عنہ (سید محمد نزیر حسین (فتاویٰ نزیریہ ص279)

1۔ تفصیلی مباحث کے لئے حضرت مولنا عبدالرحمن محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحقیق الکلام کا مطالعہ فرمایئے۔ منہ راز

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص555

محدث فتویٰ